گناہ

روح راغب ہے رقصِ فنا کیلئے
جان لڑتی ہے حرصِ بقا کیلئے
اِس فنا و بقا میں تصادم سہی
سب مرے جا رہے ہیں گُناہ کیلئے

کیا گناہ کا محل، کیا ہے نوع، کیا نسل
اِسکی بوئی ہوئی کاٹتے ہیں فصل
یہ چھپائے نظر سے ہمیشہ اصل
دل چھکتا مگر مضطرب ہے عمل

کیا یہ الفاظ کی گُتھیوں کا مکیں
یا خیالات کی لغزشوں کا امیں
کیا تذبذب کی بھٹی میں رہتا رہا
مضطرب ہو وجود اس پے کامل یقیں

اِسکی تصویر کیوں سُرمئی رنگ میں
بے لباسی مقدر ہے ہر ڈھنگ میں
کیوں گراں ہے یہ طبعِ بشر پہ کہ جب
یہ ہی فاتح ہے باطن کی ہر جنگ میں

جو نہ ہو تو تمنا بڑھاتا رہے
ہو جو جائے،خودی کو مٹاتا رہے
دل کی دنیا میں ایسا بسیرا کرے
روز آتا رہے، روز جاتا رہے

گر ہو طاقت میں، کچھ بھی نہ اِسکے سوا
پر نخفی میں واجب کرے ہے سزا
یہ وفا کی ریاضت سے ہے نابلد
ہاتھ جب بھی ملایا ،دیا ہے دغا

اِس نے ہامان کو دی تھی جادو چھڑی
کیسے لپٹا، زلیخا کو اپنی پڑی
آذرِ وقت کے یہ تعاقب میں تھا
نفسِ فرعون سے بھی ملی ہے کڑی

کیا کروں جبر خود پہ کہ مدفون ہو
وارِ بے تیغ سے اِس کا بھی خون ہو
اس کی خوراک میں وہ زہر دے ملا
اِذنِ شاہیں کی منت کا مرہون ہو

اِس کا تریاق نظموں میں ہم نے دیا
جامِ محکم یقیں جس نے دل سے پیا
پھر اگر اُس کا در کھٹکھٹایا گیا
کرکے توبہ حقیقی وہ من سے جیا